ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ارتکاز دولت کا حل

PROHIBITION OF ACCUMULATION OF WEALTH ACCORDING TO ISLAMIC LAWS

Dr. Hafiz. Muhammad Farooq Azam[1], Dr.Souaad Muhammad Abbas[2], Dr. Tahir Sadiq[3]

ABSTRACT:
The objective of this article is to explain different conditions for prohibition of accumulation of wealth and the solution of problems relating to this aspect according to Islamic laws. The Islamic financial system provides complete guidelines devoid of drawbacks of both capitalistic and communistic financial systems. It does not have the problems found in socialist and capitalist systems. Islam discourages occurring of wealth within a few hands, contrarily it leads towards financial as well as social deterioration. Islam, prohibits speculation gambling and usury. To overcome such male practices Islam has introduced comprehensive system of zakat, charity, inheritance, disbursement and donations.
Key words: *Wealth, Solution, Financial, Socialist, Capitalist, zakat, Disbursement*

تعارف: اس آرٹیکل میں ارتکاز دولت کی ممنوع صورتیں اور ارتکاز دولت کے مسئلے کا حل اسلامی نقطہ نظر سے پیش کیا گیا ہے۔ دین اسلام نے ہمیں جو معاشی نظام دیا ہے وہ کامل واکمل ہے۔ اس میں اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام میں پائی جانے والی خرابیاں نہیں ہیں۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ دولت جمع نہ ہونے پائے۔ جب دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے تو اس سے کئی معاشی اور معاشرتی بیماریں جنم لیتی ہیں۔ اسلام نے ارتکاز دولت کی وہ تمام صورتیں جیسے احتکار، اکتناز، قمار اور کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔

ارتکاز دولت کے حل کے لیے اسلام نے ایک جامع نظام متعارف کرایا ہے۔ اسلام نے نظام زکاۃ، صدقات، انفاق فی سبیل اللہ، وراثت، حق سوی الزکاۃ، عفو، ہبہ اور وصیت کے ذریعے ارتکاز دولت کے مسئلے کا حل دیا ہے۔

سرور کونین ﷺ کے عطا کردہ نظام معیشت کی جامعیت تو دیکھئے کہ سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت پر مبنی نظام پر رسول اکرمؐ نے ایک ایسی کاری ضرب لگائی کہ جب اسلامی نظام معاشیات کے زریں اصولوں کو عملی دنیا میں آزمایا جاتا ہے تو معاشرہ کی اصلاح پر مبنی اس کے بہترین نتائج اس طرح سامنے آتے ہیں کہ اس سے بہتر، نافع اور معاشرہ کے لیے مفید کوئی اور نظام ہو ہی نہیں سکتا

ارتکاز کا لغوی و اصطلاحی معنٰی:

ارتکاز: "ر ک ز" ثلاثی مزید فیہ کے باب افتعال سے مصدر اور اردو میں بطور حاصل مصدر مستعمل ہے۔

لغوی معنی: طبیعت وغیرہ کا کسی جانب، رجحان، میلان، توجہ مرکوز اور مبذول ہونا(۱)

مَا ركزه الله تَعَالَى فِي الأَرْض من الْمَعَادِن فِي حالتها الطبيعية والكنز وَالْمَال المدفون قبل الْإِسْلَام(۲)

(اللہ تعالی کا زمین میں پیدا کیا ہوا اصلی حالت میں ذخیرہ، ماقبل اسلام مدفون خزانہ)

اسلام نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ دولت جمع نہ ہونے پائے۔ جب دولت جمع ہو جاتی ہے تو اس سے کئی معاشی اور معاشرتی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اسلام کا معاشی نظام اعتدال کا علمبردار ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط۔ اس نے انفرادی حقوق معاش اور ان سے جلب منفعت کو جائز رکھا ہے۔ مگر چند قیود و شرائط کے ساتھ، ان ہی کو انفرادی معاش کے ضوابط سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اجتماعی نظام معاش کو بھی اس نے مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے فوائد سے فرد کو جبراً محروم نہیں کیا بلکہ اس کے فوائد تو قوم کے نادار، مفلس اور معذور افراد کے لیے وقف ہیں محرومی کا سوال ہی نہیں ہے

قرآن وسنت میں ارتکاز دولت کی ممانعت:

اللہ تعالی نے ان لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا جو مال کو خزانہ بنا کے رکھتے ہیں:

[1] National University of Modern Languages, Islamabad, farooqazam62@yahoo.com
[2] Assistant Professor Quran and Tafseer, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad
[3] dr.tahirsadiq@gmail.com ,PhD, NUML,Islamabad

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

(اور جو لوگ جمع کر کے رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنادے عذاب دردناک کی۔ جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی بیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو)(۳)

کنز اصطلاح شرع میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکاۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔ حضرت ابن عمر سے یہی مروی ہے بلکہ فرماتے ہیں جس مال کی زکاۃ دے دی جاتی ہو وہ اگر ساتویں زمین تلے بھی ہو تو وہ کنز نہیں اور جس کی زکاۃ نہ دی جاتی ہو وہ گویا زمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو کنز ہے(۴)

اسلام سے پہلے اس قسم کے مال (جو بغیر لڑے ہاتھ لگ جائے) کی تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ سب سے پہلے لشکر کا سپہ سالار یا قبیلہ کا سردار ۱/۴ حصہ لے لیتا جسے مرباع کہا جاتا۔ اگر بقیہ مال سے اسے کوئی چیز پسند آتی اسے بھی چن لیتا۔ باقی مال دولت مند اور بااثر لوگ آپس میں بانٹ لیتے۔ اور غریبوں کو برائے نام کوئی چیز دے دی جاتی۔ اسلام نے اس سے منع کیا کہ مال تمہارے دولت مندوں میں ہی گردش نہ کرتا رہے، ارشاد ربانی ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ(۵)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ اپنی زندگی میں میانہ روش رکھو نہ بخیل بنو نہ مسرف۔ ہاتھ گردن سے نہ باندھ لو یعنی بخیل نہ بنو کہ کسی کو نہ دو۔

(اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل ہی کھول دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو کہ) ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ)(۶)

ارتکاز دولت کی مختلف صورتیں:

اسلام دولت کے چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کی ممانعت کرتا ہے۔ اور ان تمام بدعنوانیوں کا سدباب کرتا ہے جو عام بدحالی اور قابل نفرت سرمایہ داری کو فروغ دیتی ہیں۔ ان بدعنوانیوں میں زیادہ اہم اور مشہور درج ذیل ہیں۔

احتکار اور اکتناز

لغوی اعتبار سے احتکار الطعام کا مطلب ہے:

اِحْتِكارُ الطعام: جَمْعه وحَبْسه يُتَرَبَّص به الغلاء(۷)

مال کو جمع کرنا اور اسے مہنگا ہونے کے لیے روک رکھنا۔

الكَنْزُ: المال المدفون. وفي الحديث: " كلُّ مالٍ لا تؤدَّى زكاتُه فهو كنز ". واكتنز الشئ: اجتمع وامتلا(۸)

(کنز مال مدفون کو کہتے ہیں، ہر وہ مال جس کی زکاۃ نہ دی جائے وہ بھی کنز ہے، اکتناز مال جمع کرنے اکٹھا کر کے رکھنے کے معنی میں مستعمل ہے)

فقہ کی رو سے ہر وہ چیز جس کا روکنا عوام کے لیے تکلیف کا باعث ہو، تو وہ احتکار ہے: كُلّ مَا ضَرَّ بِالْعَامَّةِ حَبْسُهُ فَهُوَ احْتِكَارٌ(۹)

اکتناز کے فقہی معنی:

المال المستخرج من الأرض له أسماء كثيرة كنز ومعدن وركاز(۱۰)

(ہر وہ مال جو زمین سے نکالا جائے اس کے بہت سے نام ہیں جیسے کنز، معدن، رکاز وغیرہ)

احتکار اور اکتناز قریباً ہم معنی ہیں لیکن فقہ کی اصطلاح میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ وغیرہ کو بڑی مقدار میں خرید کر ذخیرہ کر لے اور جب بازار میں غلہ گراں ہو جائے اور عوام میں اس کی مانگ اور طلب کا مرکز وہی بن جائے اور عوام اس کے مقررہ نرخ لینے پر مجبور ہو جائے اور وہ اپنی مرضی کے مطابق گراں فروشی کر سکے۔

حدیث میں احتکار و اکتناز کی مذمت:

نبی کریمؐ احتکار کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ(۱۱)

(جو شخص احتکار کرتا ہے وہ خطاکار ہے)

حدیث پاک میں کھانے پینے کی چیزوں کو روکنے کی سخت مذمت کی گئی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمْ، ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْجُذَامِ وَالْإِفْلَاسِ(۱۲)

(جس شخص نے مسلمانوں پر کھانے کی چیزوں کو روکا اللہ تعالی اس پر جذام اور افلاس کو مسلط کر دے گا)

کھانے کی چیزوں کے متعلق سخت وعید اس حدیث میں آئی ہے، جس نے چالیس روز تک کھانے کی چیزوں کو روکا تحقیق وہ اللہ تعالی سے بری ہے اور اللہ تعالی اس سے بری ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

(مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللَّهِ، وَبَرِئَ اللَّهُ مِنْهُ)[۱۳]

قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَنْ كَنَزَ هَا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَافَوَيْلٌ لَهُ[۱۴]

(حضرت عبداللہ ابن عمر کا قول ہے: جس شخص نے مال جمع کیا اور اس کی زکاۃ ادا نہ کی وہ مال اس کے لیے ہلاکت کا باعث ہے)

يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ[۱۵]

(قیامت کے روز تمہارا جمع کیا ہوا مال گنجے سانپ کی صورت اختیار کرلے گا اور اپنے مالک کو تلاش کرے گا جبکہ مالک اپنے مال سے کنارہ کشی اختیار کر رہا ہو گا، مال کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں)

قمار اور سٹہ بازی:

احتکار کی دوسری جزئی قمار ہے۔ اس سے مراد جوئے کی وہ عام شکل نہیں جو مال سے کھیلا جاتا ہے۔ بلکہ اس میں جوئے کی وہ تمام صورتیں شامل ہیں جو موجودہ دور میں تجارت کے نام پر رائج ہیں۔ مثلاً سٹہ وغیرہ اس کو تجارتی جواء کہا جاتا ہے۔ جو تجارت کے نام پر موجودہ معیشت میں کھیلا جاتا ہے۔ بغیر محنت کے نفع حاصل کرنے کے لالچ میں کس طرح ہزاروں خاندان برباد ہو جاتے ہیں۔ دولت کے حصول کا یہ طریقہ بھی سرمایہ کو بعض افراد کے ہاتھوں مخصوص کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایک کو تباہ کر کے دوسرے کے فائدے کی صورت نکلتی ہے۔ یہ گناہ اور جرم ہے جسے اسلام پسند نہیں کرتا۔

سٹہ اصل میں بیع قبل القبض کا نام ہے۔ یعنی ایک چیز جاپان سے پاکستان میں درآمد ہونے کے لیے چلی ہے۔ اس کے پاکستان میں پہنچنے سے پہلے ہی کئی ہاتھوں میں خرید فروخت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ان کا اس پر صرف زبانی قبضہ ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام نے بیع قبل القبض کو ناجائز قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اناج خریدے وہ وزن کرنے سے پہلے فروخت نہ کرے۔

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ[۱۶]

(موجودہ زمانے میں بیع قبل القبض سے سٹے کو فروغ ہوتا ہے۔ اور اجناس کی قیمت دس بیس گنا زیادہ ہو جاتی ہے جس سے صارفین کا استحصال ہوتا ہے)[۱۷]

قمار اور سٹہ بازی میں ساری قوم کا تھوڑا تھوڑا روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا ہے۔ پھر ایک عام آدمی کا ایک روپیہ یا تو اس جیسے ہزاروں غریب آدمیوں کی جیب سے ایک ایک روپیہ کھینچ کر اس کے پاس جمع کر دیتا ہے۔ یا خود بھی کسی سرمایہ دار کی جیب میں جا گرتا ہے۔ غرض دونوں ہی صورتوں میں روپیہ سمٹتا ہے اور اس کی فطری گردش رک جاتی ہے۔ اسلام نے اس پر اور کاروبار کے ایسے طریقوں پر پابندی لگادی۔ جس میں ایک فریق کا فائدہ ہو اور دوسرے کا نقصان ہو یا جس سے پورے معاشرے کی دولت ایک جگہ سمٹنے لگے[۱۸]

قرآن حکیم دولت کے ان طریقوں کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ دوسروں کا مال اس کی رضا کے بغیر بلا عوض لینا، رضامندی، دھوکے، یا دباؤ کے تحت بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ رضامندی شمار نہیں ہو گی۔ رشوت، امانت میں خیانت، کسی کے مال کو غصب کر لینا، یتیم کے مال میں خورد برد، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، فحاشی پھیلانے والے کاروبار سے نفع یا کمائی حاصل کرنا، گانے بجانے کے پیشے سے کمائی حاصل کرنا، جوئے کی آمدن، بت گری یا بت فروشی سے آمدن یا بت خانوں کی خدمت سے آمدن کا حصول فال گیری کا کاروبار، سودی کاروبار وغیرہ سے منع کر دیا۔

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام:

ایسا نظام جس میں سرمایہ پر مکمل کنٹرول (یعنی جملہ حقوق) ملک کی بجائے نجی شعبے کا (یعنی انفرادی مالکوں کا) ہوتا ہے اور انکو مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے منافع وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں ہوتی منڈیاں آزاد ہوتی ہیں وغیرہ۔ ایسا نظام جس میں سرمایہ پر کنٹرول نجی شعبہ کی بجائے ملک کا ہوتا ہے یعنی سرمایہ کو قوم کی مشترکہ ملکیت بنا دیا جاتا ہے تاکہ دولت کی پیداوار اور تقسیم ملکی اور غریبوں کے مفاد میں ہو۔

سرمایہ دارانہ نظام میں ذاتی منافع کے محرک کو اتنی کھلی چھٹی دیدی گئی کہ اس کے نتیجے میں فلاح عامہ کا تصور یا تو بالکل باقی نہ رہا یا بہت پیچھے چلا گیا۔ سرمایہ دارانہ نظام نے فرد کو اتنا کھلا چھوڑ دیا تھا کہ وہ اپنے منافع کی خاطر جو چاہے کرتا پھرے۔ اس کے مقابلے میں اشتراکیت نے فرد کو اتنا گھونٹ دیا کہ اس کی فطری آزادی بھی سلب ہو کر رہ گئی۔ ایک نظام سب کچھ لوگوں کے کنٹرول میں دے رہا تھا تو دوسری طرف دوسرا نظام سب کچھ ملک کے کنٹرول میں دینے پر تل گیا تھا[۱۹]

اسلام کا معاشی نظام:

اسلام نظام نجی ملکیت کا انکار نہیں کرتا البتہ اس پر کچھ شرائط لگاتا ہے، قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ[۲۰]

(یعنی انکے نجی سرمایہ میں کچھ اور لوگوں کا بھی حق ہے)

یعنی اموالھم سے نجی ملکیت تو ثابت ہے البتہ ساتھ ہی زکوہ اور صدقات کی صورت میں کچھ شرائط بھی منسلک ہیں۔ اسلام کا معاشی نظام ان تمام تجارتوں کی جو دولت کے ارتکاز کا سبب بن سکتی تھیں ان کی ممانعت کرتا ہے، مثلاً: ذخیرہ اندوزی، سٹہ بازی، قمار، بخل، سود خوری وغیرہ اس مقصد کے حصول کے لیے اسلام نے دولت کے اولین ماخذ مثلاً دریا، سمندر، جنگل، کانیں، غیر مملوک زمین وغیرہ پر کسی کو پہرہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ اور ہر ایک کو ان سے استفادے کا اختیار دیا۔

اسلام کے معاشی نظام کی خصوصیات:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اسلام کے معاشی نظام کی خصوصیات ملاحظہ فرمایئے، معاش اور دین کا تصور اسلام میں الگ نہیں ہے۔ اسلام حلال اور حرام کا تصور دیتا ہے۔ اسلام کسب حلال کا حکم دیتا ہے ۔اسلام تجارتی ضابطہ اخلاق مہیا کرتا ہے۔ اسلامی نظام میں سود حرام ہے۔ اسلام ارتکاز دولت کے خلاف ہے۔ اسلام عفو اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے۔ اس نظام میں اسراف اور تبذیر کی ممانعت ہے۔ اس نظام میں اجتماعی عدل کا تصور ہے۔ اسلام انفرادی ملکیت اور تصرف کا قائل ہے اس نظام میں غربت کے لیے کاوشیں کی جاتی ہیں [۲۱]

سود کا متبادل نظام:

اسلام میں جہاں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے وہاں سود کا متبادل نظام بھی عطا کیا گیا ہے، مضاربت، شراکت، قرض حسنہ، بیع معجل، مؤجل، مرابحہ، اجارہ، سروس چارجز ،تقاوی قرضے، بارٹر سسٹم، اسلام کا نظام عاقلہ۔

مضاربت:

مضاربہ شریعت میں عبارت ہے:

عَنْ عَقْدٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَكُونُ مِنْ أَحَدِهِمَا الْمَالُ وَمِنْ الْآخَرِ التِّجَارَةُ فِيهِ وَيَكُونُ الرِّبْحُ بَيْنَهُمَا [۲۲]

(دو افرد کا اس طرح سے شرکت کرنا کہ ایک طرف سے مال ہو اور دوسرے کی طرف سے عمل نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں)

صاحب مال کو رب المال اور عمل کرنے والے کو عامل اور مضارب کہتے ہیں۔ جو مال لگایا جائے وہ رأس المال یا سرمایہ کہلاتا ہے۔

یہ نظام نبی پاک علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، حضور اکرمؐ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کا سرمایہ مضاربت میں لگایا تھا [۲۳]

قرض حسنہ:

قرض حسنہ میں سود کا عنصر شامل نہیں ہے۔ حکومت یا دیگر مالیاتی ادارے قرض حسنہ دے سکتے ہیں بلاسود قرضے جاری کریں جو خالصتاً قرض حسنہ کی بنیاد ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایمان والوں کو قرض حسنہ کی ترغیب دلائی ہے، ارشاد خداوندی ہے

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً [۲۴]

(کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا ہے اور وہی کشادہ کرتا ہے اور تمھیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے)

مرابحہ:

ایسا معاہدہ جس کے ذریعے کوئی شی خریدی جائے خریدنے والا اپنا نفع اور اخراجات کما کر کسی اور کو دے دے، مثلا کوئی بینک مشینری باہر سے منگوا کر کسی کو دے اور اپنا نفع کمائے۔

بارٹر سسٹم:

بین الاقوامی تجارت میں مال کے بدلے مال بھی سود کے عنصر سے پاک ہے۔ اگر ہم بیرونی ملک سے گندم کے بدلے میں کھادیں یا کوئی اور چیز لین تو مال کے بدلے مال کا نظام سود سے پاک ہے۔

اجارہ:

یہ بھی بیع کی ایک قسم ہے جو سود سے پاک ہے مثلا کسی چیز کا کرایہ وصول کرنا یا مزدوری لینا ایک مثال زرعی رقبے کو پٹے پر دینے کی ہے [۲۵]

اجارہ سے مراد ایسا لین یا معاہدہ ہے جس میں کسی جائز چیز کی ملکیت اپنے پاس رکھتے ہوئے اس کا استعمال اور حق انتفاع دوسرے کو ایک مقرر مدت کے لیے فروخ کر دیا جائے [۲۶]

ارتکاز دولت کا حل:

صدقات کا نظام:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ارتکازدولت کا بہت ہی اَحسن حل، جس سے دولت منجمد بھی نہیں ہوگی اور معاشرتی اور معاشی نظام بھی ترقی کی راہ پر گامزن رہے گا،وہ صدقات کا نظام ہے۔شریعت اسلامی نے مختلف عنوانات سے موقت اور غیر موقت صدقات اور کفارات کثرت سے مسلمانوں کے ذمے عائد کیے ہیں۔ان کے ذریعے سے بھی،حاجتمند لوگوں کی کافی حد تک معاشی اعانت ہوسکتی ہے۔اور دولت ایک جگہ منجمد نہیں ہوتی(۲۷)

موقت صدقات واجبہ:

موقت صدقات واجبہ میں ایک زکاۃ ہے اور دوسرا صدقہ فطر ہے۔

نظام زکاۃ:

ہراس مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جو کسی مال کے نصاب کا مالک ہو۔

زکاۃ کی فرضیت:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا(۲۸)

(ان کے مال میں سے زکاۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو(ظاہر میں بھی) پاک اور(باطن میں بھی) پاک کردو۔

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے:

بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ(۲۹)

(اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا،زکاۃ ادا کرنا،بیت اللہ کا حج کرنااور رمضان کے روزے رکھنا)

زکاۃ کی فرضیت کی حکمت بخل اور کنجوسی سے انسانی مزاج کا صاف وپاک ہونا،فقراء کے ساتھ ہمدردی،تنگ دستوں اور فقراء کی حاجات کا پورا کرنا،دولت مندوں کی دولت وثروت میں حدبندی تاکہ دولت کسی ایک طبقے میں بند ہوکر نہ رہ جائے،مصالح عامہ جن پر امت کی زندگی اور سعادت موقوف ہے کا پورا کرنا۔

زکاۃ کے مصارف:

زکاۃ کے آٹھ مصارف ہیں جس کا ذکر اللہ جل شانہ نے کلام مجید میں فرمایا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(۳۰)

(زکاۃ فقراء،مساکین اس پر کام کرنے والے،جنکے دلوں کی تالیف مطلوب ہو قیدی آزاد کرانے میں،مقروض لوگوں کے لیے،اللہ کے راستہ میں مسافروں کیلئے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے)

زکاۃ کا نصاب:

سونا:اگر سونا ۲۰ دینار،(ساڑھے سات تولے)اور اس پر ایک سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ زکاۃ ہے۔

چاندی:چاندی کا نصاب ۲۰۰ درھم ہے(ساڑھے باون تولے)اس میں پانچ درہم زکاۃ بشرطیکہ اس پر سال گزر جائے۔

جاہلی دفینے:

اگر کسی کو زمین یا گھر میں مدفون خزانہ مل جائے تو اس کا پانچواں حصہ فقراء ومساکین اور خیراتی مہمات میں خرچ کرے،فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے:

فِي الرِّكَازِ الخُمُسَ(۳۱)

(جاہلی دفینے میں پانچواں حصہ زکاۃ ہے)

صدقہ فطر

صدقہ فطر کے متعلق نبی پاک علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا(۳۲)

(اللہ کے رسولؐ نے ایک صاع صدقہ فطر لازم کیا ہے)

فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ(۳۳)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

(صدقہ فطر اس لئے لازم کیا گیا ہے تاکہ روزہ فضول گوئی سے پاک ہو جائے اور مساکین کے لئے کھانے کا بھی انتظام ہو جائے)

صدقہ فطر تمام مسلمان نکالتے ہیں اگر پیشہ ور بھکاریوں کی بجائے اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر عید کی نماز سے پہلے ضرورت مند لوگوں تک سامان عید کی صورت میں صدقہ فطر پہنچا دیں تو وہ بھی عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہوں گے اور یہی صدقہ فطر کو واجب کرنے کا مقصد ہے۔

غیر موقت صدقات واجبہ:

اسلامی تعلیمات میں خدا کی نافرمانی اور ارتکاب گناہ کی دنیوی واخروی سزا سے بچنے اور معصیت و گناہ کے ازالہ کا ذریعہ پروردگار عالم نے سچے دل سے توبہ اور مغفرت کا طلب کرنا تجویز فرمایا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ خالق لم یزل نے اپنے حاجت مند بندوں کی حاجت روائی کی حکمت کے تحت بعض معصیات کے کفارات بھی واجب فرمائے ہیں۔ جیسے روزہ کا کفارہ، قسم کا کفارہ، حج کے کفارات اور کفارہ ظہار وغیرہ۔

قسم کا کفارۃ:

اگر کوئی شخص کسی برے کام کے نہ کرنے کی قسم اٹھاتا ہے لیکن وہ شخص اپنی قسم پر قائم نہیں رہتا اور وہ کام دوبارہ کر بیٹھتا ہے تو اب وہ قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ(۳۴)

(خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہ کرے گا لیکن پختہ قسموں پر جن کے خلاف کرو گے مواخذہ کرے گا۔ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جیسا اوسط درجے کا کھانا تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا مگر جو ایسا نہ کر سکتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے)

کفارہ ظہار:

لفظ ظہار "ظہر" سے مشتق ہے چونکہ اہل جاہلیت اپنی بیوی سے ظہار کرتے وقت یوں کہتے تھے۔ کہ "انت علی کظہر امی" یعنی تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ ان

يَقُول الرجل لامْرَأَته انت على كَظهر امي اَوْ مَا اشبه ذَلِك فَعَلَيهِ ان يعْتق رَقَبَة(۳۵)

شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر اس طرح خواہ کسی عضو کا نام لے ظہار ہو جائے گا، اس پر لازم ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، ظہار جاہلیت کے زمانے میں طلاق سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے اسے طلاق شمار نہیں کیا، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

(اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو ان کو ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے مومنو اس حکم سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔ جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے جس کو اس کا بھی مقدور نہ ہو اسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے۔ یہ حکم اس لے ہے کہ تم خدا اور اس کے رسول کے فرمانبردار بن جاو اور یہ خدا کی حدیں ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے درد دینے والا عذاب ہے)(۳۶)

کفارات حج:

ایسے ہی حج کے کفارے کے سلسلے میں بھی بعض کوتاہیوں کے معاملے میں تجویز کئے گئے ہیں، ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مختلف سورتوں میں کیا ہے۔

(مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ کرو جو تم میں سے جان بوجھ کر کرے تو بدلہ دے اس طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں قربانی (کر دے اور یہ قربانی) کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ ہے اور وہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا چکھے)(۳۷)

روزہ کا کفارہ:

اور ایسے ہی روزوں کے معاملہ میں فدیہ مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں۔ تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار کر لے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے)(۳۸)

صدقات نافلہ:

آپ ﷺ بعض اوقات ہنگامی صورت حال کے پیش نظر محتاج اور مسافروں کی کفالت اور مصلحت عامہ کے لیے صدقہ طلب کیا کرتے تھے۔ ریاض الصالحین میں ایک حدیث پاک اس کی تائید کر رہی ہے: ایک مرتبہ ایک قافلہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو چھپانے کے لیے کپڑے اپنے گلوں میں لٹکا رکھے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر آپؐ بڑے غمناک ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہؓ کو ترغیب دلائی تو صحابہ رضی اللہ عنھم اپنے گھروں سے صدقات لانے لگے۔ آپؐ کے سامنے مال کے دو ڈھیر لگ گئے۔ ایک صحابیؓ اتنی زیادہ مقدار میں کھجور لائے صحابہؓ فرماتے ہیں ہمیں یوں لگا کہ وہ تھک جائیں گے اٹھاتے ہوئے، حتی کہ وہ صحابی تھک گئے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ ﷺ کا غم دور ہوا اور حضور کا چہرہ انور کھل اٹھا، حدیث کے الفاظ ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ، كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ[۳۹]

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسی طرح مسلمانوں کی کثیر تعداد نے ہجرت کی مسلمانوں کے لیے پینے کے پانی کا مسئلہ در پیش ہوا تو آپ ﷺ نے مخیر حضرات کو اس کام کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہودی سے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وقف کر دیا[۴۰]

وراثت کا قانون:

وارثت ایک غیر اختیاری انتقال ملکیت ہے۔ جس کے ذریعے ایک متوفی کا ترکہ اس کے ورثاء کے حق میں بطریق خلافت منتقل ہو جاتا ہے[۴۱]

دین اسلام نے ارتکاز دولت کے مسئلہ کا حل پیش کرنے کے لیے اپنے ماننے والوں کو وراثت کا حق دیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

(جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں، تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی یہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصے ہیں)[۴۲]

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ[۴۳]

(اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے)

آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ[۴۴]

(مقررہ حصے ان کے مستحقوں کو دو اور جو باقی بچے وہ قریب ترین مرد رشتہ داروں کا حصہ ہے)

غنائم جنگ:

جنگ میں جو مال غنیمت فوجیوں کے ہاتھ آئے اس کے متعلق یہ قانون بنایا گیا ہے کہ اس کے پانچ حصے کیے جائیں، چار حصے فوج میں تقسیم کر دیے جائیں اور ایک حصہ اس لیے رکھ دیا جائے کہ عام قومی مصلحت میں استعمال ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر فیصلہ کے دن جس دن بھڑ گئیں دونوں فوجیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے)[۴۵]

اللہ اور رسول ﷺ کے حصے سے مراد ان اجتماعی اغراض و مصالح کا حصہ ہے جن کی نگرانی اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے تحت اسلامی حکومت کے سپرد کی گئی ہے۔ رسولؐ کے رشتہ داروں کا حصہ اس لیے رکھا گیا کہ زکاۃ میں ان کا حصہ نہیں ہے[۴۶]

انفاق فی سبیل اللہ:

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔ اور یہ دولت کو ایک ہی ہاتھ میں جمع ہونے سے روکنے کا موثر حل ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں تقسیم دولت اس اصول پر ہے کہ مال تمہارے دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔ بلکہ اس کی گردش کا رخ امراء سے غرباء کی جانب اور دولت مندوں سے ناداروں کی جانب ہو۔ انفاق فی سبیل اللہ کی کئی مدات ہیں اس وسیع مد میں خرچ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یوں ترغیب دلائی ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[۴۷]

(اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

انفاق فی سبیل اللہ مال کے لیے باعث برکت:

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم کی آیت نمبر ۱۷ سے ۳۲ تک میں باغ والوں کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ یمن میں صنعاء کے قریب ایک نیک آدمی رہتا تھا۔ اس نے ایک باغ لگا رکھا تھا وہ اس باغ سے لوگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ شخص فوت ہو گیا اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑ گیا۔ اس کے بیٹوں نے انفاق سے روگردانی کی۔ جب وہ یہ ارداہ لے کر باغ کا پھل توڑنے پہنچے تو وہاں حیران رہ گئے کہ وہ سرسبز باغ ٹنڈ منڈ ہوا پڑا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے جلا کر راکھ کر دیا ہو۔ جب باغ کی یہ حالت دیکھی تو آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتری۔ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہ دینا تباہی کا سبب ہے وہ صدق دل سے توبہ تائب ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔

نبی پاک علیہ السلام نے بھی راہ خداوندی میں خرچ کرنے کی بڑی ترغیب دلائی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے اس بات سے خوشی ہو گی کہ تین شب روز گزرنے سے پہلے ہی وہ سب تقسیم ہو جائے اور میرے پاس اتنی رقم کے علاوہ جس سے قرض ادا ہو چکا باقی نہ رہے)[۴۸]

عفو:

اللہ تعالیٰ عفو کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

(اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرمائیے جو ضرورت سے زیادہ ہو۔اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالی تمہارے لیے اپنے احکام تاکہ تم غور وفکر کرو) (۴۹)

العفو کا مطلب ہے وہ دولت جو اپنی ضرورت سے زائد ہو۔ہمارا مذہب اسلام ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم جو حلال مال کمائیں اس میں سے زکاۃ اداء کریں۔اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالیں، اپنی بنیادی اور اہم ضروریات پر خرچ کریں۔اس کے بعد جو بچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے پورے معاشرے کے غرباء، مساکین اور ضرورت مند افراد میں تقسیم کریں تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔

اسلام انسانوں کے معاشی مسئلہ کو جس طرح حل کرنا چاہتا ہے اس میں "العفو" ایک بہترین عمل ہے۔اگر معاشرہ کا ہر فرد اپنی ضرورت سے زائد مال حاجت مندوں کے سپرد کردے تو ایسا ممکن نہیں کہ معاشرہ میں ایک فرد بھی زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم رہ جائے۔ضرورت سے زائد مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ، وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ، وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى(۵۰)

(اے آدم کے بیٹے تیرے لیے فاضل مال کا خرچ کر دینا بہتر ہے۔اور اسے روک لینا برا ہے۔اپنی ضرویات کی تکمیل کی حد تک تجھ پر کوئی ملامت نہیں۔خرچ کرنے کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش تمہارے ذمہ ہے۔دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے)

ہبہ:

اسلام نے ارتکاز دولت کے مسئلہ کا ایک اور حل "ہبہ" بھی بتایا ہے۔ہبہ: اپنے لفظی معنی میں کسی ایسی شئے کا دے دینا ہے، جس سے وہ شخص جس کے نام ہبہ کیا جائے فائدہ حاصل کر سکے، ہبہ کی تعریف کنز الدقائق میں یوں ہے:

هِيَ تَمْلِيكُ الْعَيْنِ بِلَا عِوَضٍ(۵۱)

(یعنی بلا معاوضے کے دوسرے شخص کو مالک بنانا ہے)

ایک شخص کا دوسرے شخص کی طرف کسی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کا فوری اور بلا معاوضہ منتقل کرنا۔اور اس دوسرے شخص کا خود یا اس کی طرف سے کسی اور صاحب مجاز کا اس شئے "موہوبہ" کو قبول کر لینا ہبہ کہلاتا ہے۔مگر شرط یہ ہے کہ واہب، موہوبہ جائیداد کے حق ملکیت اور اس پر اختیارات سے کلیتاً دستبردار ہو جائے(۵۲)

ہبہ کے اصول کی بنیاد آپ ﷺ کا یہ قول ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

تَهَادُوا تَحَابُّوا(۵۳)

(باہم ایک دوسرے کو ہدیہ دو تاکہ محبت بڑھے)

ہبہ کے لیے یہ امر لازمی ہے کہ ہبہ کرنے والا، ہبہ کی ہوئی جائیداد کے حق ملکیت اور اس سے متعلق اختیارات سے کلیتاً دستبردار ہو جائے۔ہبہ رضا کارانہ ہونا چاہیے جبراً ہبہ ناجائز ہے اور کالعدم متصور ہوگا۔ہبہ ایجاب و قبول اور قبضے سے صحیح ہوگا(۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا آپ ﷺ کے تحفہ تحائف دینے کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں:

(آپ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیتے تھے)(۵۵)

حضرت زاہر گاؤں کے رہنے والے تھے:

وَكَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدِيَّةَ مِنَ الْبَادِيَةِ(۵۶)

وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں گاؤں کے تحفے لاتے، آپ ﷺ قبول فرماتے۔آپ ﷺ بھی اسے تحفہ سے نوازتے۔آپ ﷺ ارشاد فرماتے زاہر ہمارا گاؤں ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔آپ ﷺ اس سے بہت محبت فرماتے، آپ ﷺ کا فرمان ذیشان ہے:

الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ، كَالْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ(۵۷)

(ہبہ دے کر واپس لینے والا، اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قئے چاٹ لیتا ہے)

وقف:

اسلام نے مال کی محبت سے انسان کا پیچھا چھڑانے کے لیے وقف، کا قانون دیا اور یہ ارتکاز دولت کے مسئلے کا بہترین حل ہے۔

تعریف:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق کسی مخصوص شئے کی ملکیت کو واقف کے حق ملک میں روک رکھنا اور اس کے منافع یا استفادہ کو محتاجوں پر خیرات میں یا دوسرے حسنات میں صرف کیے جانے کے واسطے مخصوص کر دینا شرعی وقف کہلاتا ہے۔اور صاحبین کی رائے میں وقف کے معنی شئے موقوفہ سے واقف کی ملکیت کا زائل ہو کر معنوی طور پر خدا کی ملکیت میں اس طرح آجانا کہ اس کا منافع مخلوق کی طرف رجوع کرے اور اس کے کام آئے، وقف کہلاتا ہے(۵۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

کسی قیمتی شئے کو خدا کی ملکیت میں مقید کر دینا اور اس کی منفعت کو دوسرں پر باغراض مذہبی و خیراتی نیک نیتی کے ساتھ دائماً صدقہ کر دینے کا صاف اور صریح اظہار وقف کہلاتا ہے۔ وقف کرنے والے شخص کو واقف یا بانی وقف کہتے ہی۔ وقف جس فرد یا جماعت کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے کیا جائے اس فرد یا جماعت کو موقوف علیہ یا موقوف علیھم کہا جاتا ہے(۵۹)

اوقاف کی ترغیب میں آپؐ کا درج ذیل ارشاد گرامی بڑی اہمیت کا حامل ہے

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ(۶۰)

(جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جائے ہیں مگر تین اعمال اس سے مستثنیٰ ہیں ایک صدقہ جاریہ، دوسرا علم نافع اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے ہر وقت دعا گو رہے)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ وقف کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک کھجوروں کا باغ تھا جس میں ٹھنڈا اور میٹھا پانی تھا، مسجد نبوی شریف کے بالکل قریب تھا۔ آپؐ وہاں تشریف لے جاتے اور اس کا ٹھنڈا پانی نوش فرماتے:

جب قرآن کی آیت: لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۶۱)

تم اس وقت تک نیکی اور بھلائی کو ہر گز نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنی وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہو۔ نازل ہوئی، تو حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ مجھے سب سے زیادہ عزیز اپنا باغ "بیر حاء" ہے وہ آج سے اللہ کریم کے لیے وقف ہے۔ اور آپ مختار ہیں، جہاں اور جیسے چاہیں آپ خرچ فرمائیں۔ آپؐ نے اس باغ کی آمدنی انہیں کے اعزہ واقارب کے لیے وقف کر دی (۶۲)

وقف کا حکم:

وقف کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور یہ کام مندوب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا(۶۳)

(مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو تو اور بات ہے)

جس چیز کو وقف کیا جارہا ہے وہ ایسی ہو کہ آمدنی حاصل کرنے کے بعد بھی باقی رہے مثلاً مکان یا اراضی وغیرہ۔ اور جو چیز استعمال کرنے سے ختم ہو جائے، مثلاً کھانا اور خوشبو وغیرہ تو ایسی چیزوں میں وقف نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسے وقف کہا جاتا ہے بلکہ ایسی چیزوں کے خیرات کرنے کو صدقہ کہتے ہیں (۶۴)

وصیت:

الْوَصِيَّةُ تَمْلِيكٌ مُضَافٌ إِلَى مَا بَعْدَ الْمَوْتِ يَعْنِي بِطَرِيقِ التَّبَرُّعِ سَوَاءٌ كَانَ عَيْنًا أَوْ مَنْفَعَةً(۶۵)

(کسی شخص کا اپنی وفات کے بعد کے زمانہ کے لیے علی الدوام یا معین وقت کے لیے اپنی شرعی مملوکہ عین شئے یا اس کی منفعت کا کسی شخص یا ادارہ کے حق میں بلا عوض وبطریق ملک منتقل کرنے کا قطعی اظہار وصیت کہلاتا ہے، وصیت کرنے والے کو موصی کہتے ہیں۔ جس شئے کے بارے میں وصیت کی جائے وہ موصی بہ کہلاتی ہے، جس کے حق میں وصیت کی جائے اس کو موصی لہ کہتے ہیں)

وصیت کا قاعدہ:

قرآن مجید وارثت کا قانون مقرر کرنے کے ساتھ آدمی کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے ترکہ کے بارے میں وصیت کر دے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (۶۶)

(تم پر لکھ دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ کافی مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے جائز طریقہ پر وصیت کر دے یہ حق ہے پرہیز گاروں پر)

اللہ تعالی کے اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ فوت ہونے والا خاص طور پر اپنے والدین کے حق میں اپنی اولاد کو حسن سلوک کی وصیت کر جائے کیونکہ ان سے بوڑھے دادا، دادی کی خدمت کی توقع کم ہی کی جاسکتی ہے۔ دوسرے اس کے خاندان میں جو افراد ایسے ہوں جنہیں قانون کے مطابق میراث میں سے حصہ نہیں پہنچتا مگر مرنے والا انہیں مدد کا مستحق سمجھتا ہو تو انہیں اپنے ترکہ میں سے حصہ دینے کی وصیت کر دے (۶۷)

وارث کے لیے وصیت نہیں:

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے متوازن زندگی بسر کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میت کے اوپر میراث کا مسئلہ نہیں چھوڑا، بلکہ وارثوں کے حصے متعین کر دیے ہیں۔ یہ اس لیے کہ ممکن تھا کہ وارثوں میں سے کسی کو محروم کر دیا جاتا، لہٰذا حکم ہوا کہ، وصیت میں کسی کا حق نہ مارا جائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مرد یا عورت ساٹھ سال اللہ تعالی کی فرمانبرداری کے موافق عمل کرتے ہیں پھر جب ان کو موت آتی ہے تو وہ وصیت کرنے میں اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یعنی ایسی وصیت کرتے ہیں کہ وارثوں کا نقصان ہو پس ان کے لیے دوزخ واجب ہو جاتی ہے)(۶۸)

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے وصیت نہیں)(۶۹)

ضرائب:

وہ مالی امداد جو امیروں سے غریبوں کے لیے وصول کی جاتی ہے۔ امداد باہمی کا یہ ٹیکس اس وقت لیا جاتا ہے جب سوسائٹی اپنی مرضی سے معاشی قوانین پر عمل نہیں کرتی۔ اور سرمایہ دار طبقہ دولت جمع کرکے عوام کی غربت کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر کھاتے پیتے لوگ معاشی توازن برقرار رکھنے میں معاون نہ بنیں تو یہ ٹیکس جبراً وصول کیا جاتا ہے (۷۰) ضرورت کی صورت میں حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ لوگوں سے مزید مال بطور ٹیکس وصول کرے، یہ ٹیکس ضرائب کہلاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ریاست مستحکم ہو انصاف قائم ہو اور فلاح ہو۔ آپؐ کا ارشاد پاک ہے:

فِي مَالِكَ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ(۷۱)

(بے شک مال میں زکاۃ کے سوا اور بھی حق ہے)

اگر بیت المال اور مال فئے فقراء اور اہل حاجت کی معاشی حاجتوں اور اقتصادی ضروریات کو پورا نہ کرسکیں تو رئیس مملکت اہل ثروت اور اغنیاء پر مزید ٹیکس عائد کرکے ان کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔ اور اگر اہل ثروت اور اہل دولت ان کے مانع ہوں تو ان سے بالجبر بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

وَيُجْبِرُهُمُ السُّلْطَانُ عَلَى ذَلِكَ (۷۲)

(حاکم وقت ان سے جبراً بھی وصول کرسکتا ہے)

سروس چارج یا حق الخدمۃ:

سروس چارج یا حق الخدمۃ جیسے جیسے وقت گزر تا جارہا ہے بنکوں کے دائرہ کار اور فرائض میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ آج بنکوں کی اتنی قسمیں ہوگئی ہیں اور ان کے متنوع اور کثیر المقاصد فرائض ہوگئے ہیں کہ ان فرائض و مقاصد میں بہت سے وہ ہیں جو بینک خالصتاً دوسروں کے ایجنٹ اور وکیل کی حیثیت سے انجام دیتا ہے۔ مثال کے طور ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی ترسیل میں مدد دینا، کسی کاروبار یا تجارت کے سلسلے میں مشورہ دینا، غیر ملکی زرمبادلہ کی فراہمی اور تجارتی حصص کی انڈررائٹنگ اور اس نوعیت کے متعدد دوسرے فرائض وہ ہیں جن کی مناسب اُجرت یا حق الخدمت بینک وصول کرسکتا ہے۔ اور اس میں شرعاً کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ البتہ بینکوں کی طرف سے جو رقوم قرض دی جاتی ہیں ان پر سروس چارج یا حق الخدمت وصول کرنا محل نظر ہے(۷۳)

جزیہ:

جزیہ اس رقم کا نام ہے جو اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری اسلامی ریاست کی طرف سے ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے معاوضے کے طور پر دیا کرتے ہیں(۷۴)

جزیہ ان غیر مسلموں پر لگایا جاتا تھا جو دین اسلام کی نعمت سے توبہرہ ورنہ ہوتے تھے۔ مگر اسلامی ریاست کے باوفا شہری بن کر رہنے کا عہد کرتے تھے۔ لیکن زندگی میں آپؐ نے کفار کی طرف سے بڑی تکلیفیں برداشت کیں اسی طرح صحابہؓ کرام نے بھی، مگر ہجرت کے بعد جہاد کی اجازت ملی تو آپ ﷺ نے بالجبر اسلام قبول کرانے کی بجائے تین راستے کھول دیے۔ اسلام قبول کرکے مسلمانوں کے بھائی بن جائیں اور یوں دنیا وآخرت میں عزت والے بن جائیں یا اسلامی ریاست کے مطیع وفرمانبردار شہری بن کر رہیں اور جزیہ ادا کریں، یا پھر جنگ کے لیے تیار رہیں.

نتائج:

- اسلامی نظام معیشت سب کے لیے رحمت ہے اور اس کے علاوہ معیشت کے جتنے بھی نظام ہیں وہ زحمت ہیں۔
- اسلام نے مسئلہ ارتکاز دولت کا جو حل پیش کیا ہے وہ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام پر ایک کاری ضرب ہے۔
- معاش اور دین کا تصور اسلام میں الگ نہیں ہے۔
- دین اسلام نے دولت جمع ہونے کے سب ناجائز راستے بند کردیے ہیں۔
- مذہب اسلام نے دولت کے سمٹاؤ کو روکنے کے لیے نظام زکاۃ، صدقات، انفاق فی سبیل اللہ، قانون وراثت، ہبہ، عفو، وصیت اور وقف وغیرہ کے احکامات دیے ہیں۔ ایسے احکامات کسی اور نظام معیشت میں نہیں ملتے۔
- دین اسلام نے سود کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔
- سود کا متبادل نظام بھی عطاء کیا ہے، مثلاً مضاربت، شراکت، قرض حسنہ، اجارہ اور مرابحہ وغیرہ۔
- اسلامی ریاست میں جتنے بھی غیر مسلم رہتے ہیں انہیں بھی کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے۔ ان کے لیے دین اسلام نے اسلامی ریاست میں باحفاظت رہنے کے لیے جزیہ کا قانون دیا ہے۔

سفارشات

- اہل محنت کے حقوق متعین کیے جائیں تا کہ سرمایہ دارانہ ذہنیت کا قلع قمع ہو۔
- دولت مند طبقے کو انفاق کی مختلف صورتوں سے آگاہی دی جائے۔
- وہ تمام طریقے جن سے کچھ لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے دوسروں کی طرف منتقل ہو تا ہو مسدود کیے جائیں۔
- ارتکاز دولت سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے بڑی خرابی ہے حرمت سود کے ذریعے اس کی موثر روک تھام کا اہتمام کیا جائے۔
- ارتکاز دولت روکنے کے مختلف طریقوں پر باقاعدہ لیکچرز دیے جائیں۔
- زر سے بے نیازی کا جزبہ پیدا کیا جائے۔
- ضرورت سے زائد مال کو اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرنے کا شوق پیدا کیا جائے۔
- بیت المال کے ادارے کو فعال کرنے کے لیے حضرت عمرؓ کی کوششوں سے استفادہ کیا جائے۔

حوالہ جات

(۱) وحید الزمان قاسمی کیرانوی، القاموس الوحید، ط/ا، لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء، 663
(۲) مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، (إبراھیم مصطفی / أحمد الزیات / حامد عبدالقادر / محمد النجار)، المعجم الوسیط، باب الراء، : دار الدعوۃ، ج1، 369
(۳) التوبہ: ۳۴
(۴) حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر، تاریخ ابن کثیر، اردو ترجمہ البدایۃ والنہایۃ، کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۰۸ء: ج۲، ۳۴۰
(۵) الحشر: ۷
(۶) بنی اسرائیل: ۲۹
(۷) أبو نصر إسماعیل بن حماد الجوھري الفارابي، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، تحقیق: أحمد عبد الغفور عطار ط/ا، ۱۴۰۷ھ، بیروت دار العلم للملایین، ج۲، ۶۳۵
(۸) الجوھري، الصحاح، ۳: ۸۹۳
(۹) عثمان بن علي بن محجن البارعي الحنفي، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، الحاشیۃ: شھاب الدین أحمد بن محمد، ط/ا، ۱۳۱۳ھ، ج۶، ۲۷
(۱۰) أبو محمد محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد بن حسین الغیتابي الحنفي بدر الدین العیني، البنایۃ شرح الھدایۃ ط/ا، ۱۴۲۰ھ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، لبنان، ج۳، ۴۰۳
(۱۱) مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، کِتَابُ الْمُسَاقَاۃِ، بَابُ تَحْرِیمِ الِاحْتِکَارِ، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، حدیث: ۱۶۰۵
(۱۲) ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، کِتَابُ التِّجَارَاتِ، بَابُ الْحُکْرَۃِ، دار إحیاء الکتب العربیۃ، حدیث نمبر: ۲۱۵۵
(۱۳) أبو بکر بن أبي شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراھیم بن عثمان بن خواستي، الکتاب المصنف في الأحادیث والآثار، المحقق: کمال یوسف الحوت، کِتَابُ الْبُیُوعِ وَالْأَقْضِیَۃِ، باب في احْتِکَارِ الطَّعَامِ، الریاض: مکتبۃ الرشد، ط/ا، ۱۴۰۹ھ، حدیث: ۲۰۳۹۶
(۱۴) أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل البخاري الجعفي، صحیح البخاري، المحقق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، کتاب الزکاۃ، باب: مَا أُدِّيَ زَکَاتُہُ، دار طوق النجاۃ، ط/ا، ۱۴۲۲ھ، حدیث: ۱۴۰۴
(۱۵) امام بخاری، صحیح البخاری، کِتَابُ تَفْسِیرِ القُرْآنِ، بَابُ قَوْلِہِ: وَالَّذِینَ یَکْنِزُونَ، حدیث: ۴۶۵۹
(۱۶) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کِتَابُ الْبُیُوعِ، بَابُ بُطْلَانِ بَیْعِ الْمَبِیعِ، حدیث: ۱۵۲۵
(۱۷) حکیم محمود احمد ظفر، پیغمبر اسلام اور تجارت، لاہور: بیت العلوم، ۲۳۲
(۱۸) محمد تقی عثمانی، ہمارا معاشی نظام، کراچی: مکتبہ دار العلوم، ط/ا، ۱۴۲۳ھ، ۱۵
(۱۹) محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، کراچی: ادارۃ المعارف، ۳۲
(۲۰) الذاریات: ۱۹
(۲۱) ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، اسلام کا نظام حیات، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۷ء، ۲۰۷
(۲۲) أبو بکر بن علي بن محمد الحدادي العبادي الزَّبِیدِيّ الیمني الحنفي، الجوھرۃ النیرۃ، ط/ا، ۱۳۲۲ھ، مصر: المطبعۃ الخیریۃ، ج۱، ۲۹۱
(۲۳) السیرۃ النبویۃ (من البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر)، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي الدمشقي (المتوفی: ۷۷۴ھ) تحقیق: مصطفی عبد الواحد الناشر: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت – لبنان، عام النشر ۱۳۹۵ھ، ۱/۲۶۲
(۲۴) البقرۃ: ۲۴۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

(۲۵) ڈ۔ ح۔ فیوض الرحمٰن جدون، اسلام کا نظام حیات، لاہور: نعمانی کتب خانہ، ۱۹۸۸ء، ۲۲۱

(۲۶) ڈاکٹر محمود احمد غازی، حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام،، انسی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد، ط/۱، لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۳ء، ۶۴

(۲۷) مولانا محمد ادریس میرٹھی، اسلامی معاشیات بنیادی خاکہ، کراچی: مکتبہ بینات جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، ۲۰۱۱ء، ۶۰

(۲۸) التوبۃ: ۱۰۳

(۲۹) سنن الترمذي، باب ماجاء. بني الإسلامُ على خمس، مصر: شركۃ مكتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي، حدیث نمبر: ۲۶۰۹

(۳۰) التوبۃ: ۶۰

(۳۱) صحیح البخاري، كتاب الزكاة، باب مَا يستخرج من البحر، ۲/ ۱۲۹

(۳۲) سنن أبي داود، باب كم يؤدي في صدقة الفطر، حديث نمبر: ۱۶۱۲

(۳۳) أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي، السنن الكبرى، المحقق: محمد عبد القادر عطا، بَابُ الْكَافِرِيكُونُ فِيهِمَ، لبنان: دار الكتب العلمية، بيروت، ط/ ۳، ۱۴۲۴ھ، حديث: ۷۶۹۲

(۳۴) المائدۃ: ۸۹

(۳۵) أبو الحسن علي بن الحسين بن محمد السُّغْدي، النتف في الفتاوى، المحقق: المحامي الدكتور صلاح الدين الناهي، ط/ ۲، ۱۴۰۴ھ، بيروت: مؤسسة الرسالة، ج ۱، ۱۴۴

(۳۶) المجادلۃ: ۳-۴

(۳۷) المائدۃ: ۹۵

(۳۸) البقرۃ: ۱۸۴

(۳۹) أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، السنن الصغرى للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ، ط/ ۲، ۱۴۰۶ھ، حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية، حديث نمبر: ۲۵۵۴

(۴۰) أبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، سنن الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، بَابٌ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ط/ ۲، ۱۳۹۵ ھ، حديث نمبر: ۳۷۰۳

(۴۱) ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام،، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، حکومت پاکستان ۱۹۷۸ء، ج ۵: ۱۵۸۵

(۴۲) النساء: ۷

(۴۳) النساء: ۱۱

(۴۴) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، كِتَابُ الْفَرَائِضِ، بَابُ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، حدیث نمبر: ۱۶۱۵

(۴۵) الانفال: ۴۱

(۴۶) سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلام اور جدید معاشی نظریات، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ط/ ۱، ۱۹۵۹ء، ۱۱۳

(۴۷) البقرۃ: ۱۹۵

(۴۸) امام بخاری، صحیح البخاري، كِتَابُ الأَحْكَامِ، بَابُ تَمَنِّي الخَيْرِ، حدیث نمبر: ۷۲۲۸

(۴۹) البقرہ: ۲۱۹

(۵۰) محمد بن عیسی، سنن الترمذي، بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّهَادَةِ، حدیث نمبر: ۲۳۴۳

(۵۱) امام عبد اللہ بن احمد محمود النسفی، کنز الدقائق، کراچی: مکتبۃ البشری، ط/ ۱، ۲۰۱۰ء، ۱۲۷

(۵۲) ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ج ۳: ۹۲۳

(۵۳) محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، صحيح الأدب المفرد للإمام البخاري حقق أحاديثه وعلق عليه: محمد ناصر الدين الألباني، دار الصديق للنشر والتوزيع، بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ، ط/ ۴، ۱۴۱۸ھ، حدیث: ۵۹۵

(۵۴) التسهیل الضروری للمسائل القدوری، کراچی: مکتبۃ البشری، ۲۰۱۱ء، ص: ۲۸۶

(۵۵) صحیح البخاری، كِتَابُ الهِبَةِ، باب المكافاة في الهبة، حدیث نمبر: ۲۵۸۵

(۵۶) أبو عروة البصري، الجامع معمر بن أبي عمرو، المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي، ط/ ۲، پاکستان: المجلس العلمي، حدیث: ۱۹۶۸۸

(۵۷) امام مسلم، صحیح مسلم، كِتَابُ الْهِبَاتِ، باب تحريم الرجوع في الصدقة، حدیث نمبر: ۱۶۲۲

(۵۸) برهان الدين ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغینانی، الهدایۃ مع الدرایہ، حاشیۃ عبد الحیی لکھنوی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ج ۳: ۲۱۵

(۵۹) ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ۱۰۴۴

(۶۰) امام مسلم، صحیح مسلم، كِتَابُ الْهِبَاتِ، باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حدیث نمبر: ۱۶۳۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

(۶۱) آل عمران: ۹۲

(۶۲) امام بخاری، صحیح البخاري، کِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الأَقَارِبِ، حدیث نمبر:۱۴۶۱

(۶۳) الاحزاب: ۶

(۶۴) ابو بکر جابر الجزائری، منهاج المسلم، مترجم: مولانا رفیق الاثری، لاہور: دارالسلام ڈسٹری بیوٹرز، ط/۱، ۱۹۹۷ء، ۵۶۵

(۶۵) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ، عثمان بن علي بن محجن البارعي، (الطبعة: الأولى، ۱۳۱۳ھ، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، القاهرة، ۶/۱۵۸

(۶۶) البقرة: ۸۰

(۶۷) سید ابوالاعلیٰ مودودی، قرآن کی معاشی تعلیمات، لاہور: اسلام پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء، ۶۰

(۶۸) امام ترمذی، جامع ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ، حدیث نمبر: ۲۱۱۷

(۶۹) امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء لا وصية لوارث، حدیث نمبر: ۲۱۲۰

(۷۰) مولانا الانصاری غازی، اسلام کا نظام حکومت، لاہور: مكتبة الحسن، ۴۰۶

(۷۱) أبي بكر بن أبي شيبة، الكتاب المصنف،، باب تدفع الزكاة إلى السلطان، حدیث نمبر: ۱۰۱۹۱

(۷۲) أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري، المحلى بالآثار، بيروت: دار الفكر، ج ۴ :۲۸۱

(۷۳) ڈاکٹر محمود احمد غازی، حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام،، انسی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد، ، لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس ط/۱، ۱۹۹۳ء ، ۶۰

(۷۴) پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی معاشی زندگی، ۲۵۷